بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھر ہوئے سیف زباں معرکہ آرائے سخن | منتشر کر دے ہجوم غلطیہائے سخن
آئے یوں قبضہ میں کل سکۂ معنائے سخن | گو جو منکر ہو اُسے بھی نہ رہے جائے سخن
حسنِ معنی ہو عیاں تیغ کا جوہر بن کے
لفظیں اتریں دلِ حساد میں نشتر بن کے

تو ہے بیشک ید قدرت کی سنواری تلوار | تجھ سے تیزی میں بہت کم ہے دودھاری تلوار
سامنے تیرے ہو کیس طرح نہ عاری تلوار | تجکو کہہ سکتے ہیں ہم تو ہے ہماری تلوار
پست باطل کو کرے ضرب نہ کیونکر تیری
اک فقط تیغ ید اللہ ہے ہمسر تیری

کذب ہے زنگ ترا اور صداقت جوہر | سان ہے تیرے لئے ذکر حسامِ حیدر
حق و باطل کا اگر معرکہ ہو پیشِ نظر | تیغ کی تیغ ہے تو اور سپر کی ہے سپر
جھوٹ سے سچ کو الگ کر کے دکھا دیتی ہے
رد بھی کر دیتی ہے جڑ کا بھی لگا دیتی ہے

ہیں تری آب کے دریا کب اترنے والے | موج کو برق سمجھ لیتے ہیں ڈرنے والے
چڑھ سکیں گے نہ کبھی مُنہ پہ مکرنے والے | زخم تیرے وہ نہیں ہیں جو ہوں بھرنے والے
موت بن کر بھی ہیں انداز مسیحائی کے
کہ بجھایا ہے تجھے زہر میں سچائی کے

آزمائش تری پھر رزم کے میدان میں ہے | سیکڑوں سال کا اک معرکہ پھر دھیان میں ہے
فوج دونوں ہی طرف جنگ کے سامان میں ہے | آگیا وقت وغا اور ابھی تو میاں میں ہے
یوں نکل جیسے کھنچے نالۂ دل سینے سے
شکلِ ماضی ہو عیاں حال کے آئینے سے

www.emarsiya.com

آج پیاسوں کی لڑائی کا تماشا دکھلا
جزر و مد باڑھ میں دریائے فنا کا دکھلا
ڈوبتا فوجِ ستمگار کا بیڑا دکھلا
زنگ مانی بھی ہو اس رنگ کا نقشا دکھلا
ہر مجاہد کی وہی شان نظر آنے لگے
بزم میں رزم کا میدان نظر آنے لگے

زندگی کی شبِ آخر جو گزاری شہ نے
ختم کی ہمرہ شب طاعتِ باری شہ نے
دیکھی جب سرکشیِ لشکرِ ناری شہ نے
اٹھ کے سجادے سے منگوائی سواری شہ نے
کام تھا یہ بھی جو معبود کی خرسندی کا
حکم پہونچا درِ دولت پہ کمربندی کا

سنکے یہ ہونے لگے جنگ کو غازی تیار
آئے ڈیوڑھی پہ بہ تعجیل لگا کر ہتھیار
مسل سے باندھ لی اک سمت پیادوں نے قطار
باگ پر ہاتھ کو رکھ کر ہوئے استادہ سوار
منتظر خضر کے تھے راہ بتانے کے لئے
قافلہ خلد کا تیار تھا جانے کے لئے

پیر بھی ہو گئے تھے شوق میں جو دیکھے جواں
ایک سے ایک کا تھا جوشِ مسرت میں بیاں
خوش نصیبی سے اجل کھینچ کے لائی ہے یہاں
نا ہیں تلواروں کی ہیں جادۂ گلزارِ جناں
اب تو دل چاہ میں تسنیم کی لہراتا ہے
کوثر اب نہر سے نزدیک نظر آتا ہے

آلِ احمدؐ کی حفاظت کا یہ دن ہے یارو
سفرِ گلشنِ جنت کا یہ دن ہے یارو
صبحِ آفت کی قیامت کا یہ دن ہے یارو
شہِ مظلوم کی نصرت کا یہ دن ہے یارو
سرخروئی ہو سوا خوں کی جب دھار چھٹے
ہاتھ کٹنے پہ بھی قبضے سے نہ تلوار چھٹے

www.emarsiya.com

جنگ کس خوب پڑھے آج یہ لشکر بھی کہیں　　جو کہے تیغ زباں سے وہی تیور بھی کہیں
شیر تھے پیکر انساں میں غضنفر بھی کہیں　　مرحبا جوش میں حیدرؑ بھی پیمبرؐ بھی کہیں
خون میں ڈوب کے کوثر پہ پہونچ جائینگے
دامن رحمت خالق کے کفن پائیں گے

آج جو کرنا ہو کر لو وہ سعادت حاصل　　کوچ یہ وہ ہے جناں جسکی ہے اول منزل
آج حق ایک طرف ایک طرف ہے باطل　　جاں اگر دیدی تو حل ہو گئی ہر اک مشکل
روئے گا جو نہ فدائے شہ صفدر ہو گا
دن یہ پھر تا بہ قیامت نہ میسّر ہو گا

جیتے جی آنچ نہ مولا پہ آنے پائے　　نہ لگانہ کوئی شبیر کا جانے پائے
اپنے ہوتے کوئی گردن نہ کٹانے پائے　　کوئی تلوار نہ سید پہ اٹھانے پائے
ترک دنیا کو کرو دین کی ذلت سے بچو
منہ پیمبر کو دکھانا ہے خجالت سے بچو

تا دم مرگ رفاقت کا قرینہ نہ چھٹے　　پڑ رہے جو دولت دیں وہ خزینہ نہ چھٹے
جسمیں طوفاں سے اماں ہے وہ سفینہ نہ چھٹے　　سب چھٹیں دامن سلطان مدینہ نہ چھٹے
حوصلے ہونگے وہ پورے جو دلونیں ہونگے
شام تک ہاتھ یہ حوروں کے گلوں میں ہونگے

یہ ارادے یہ خیالات یہ باتیں تھیں ادھر　　بیبیاں گھیرے ہوئے تھیں شہ والا کو ادھر
مرنیوالوں نے کسی تھی جو شجاعت پہ کمر　　جھلملاتے ہوئے تاروں پہ تھی حسرت کی نظر
اشک آنکھوں میں امنڈتے ہی چلے آتے ہیں
ٹھنڈی سانسوں سے کنول دل کے بجھے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

کوئی فرزند کیجانب تھی بحسرت نگراں　　کوئی بھائی کیلئے صورتِ ماہی تھی تپاں
باپ سے لپٹی ہوئی تھی کوئی لڑکی ناداں　　کوئی کہتی تھی چچا آپ یہ جاتے ہیں کہاں
سُنتی ہوں بند کئی روز سے سب رستے ہیں
پھر کہاں کا ہے ارادہ جو کمر کستے ہیں

صبح سے ہے درِ دولت پہ رفیقوں کا ہجوم　　تن پہ ہتھیار لگاتے ہیں امامِ مظلوم
آپ اٹھائے ہیں علم کیوں نہیں یہ بھی معلوم　　ایک سے ایک ادا کرتا ہے رخصت کے رسوم
جو گلے ملتا ہے اس درد سے کچھ روتا ہے
جس طرح کوئی ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

تیسرا دن ہے کہ پانی ہے میسر نہ طعام　　راہ دریا کی ہے روکے سپہ کوفہ و شام
کردیں آپ اپنی سفارش پئے خلاقِ انام　　کہ جہاں جائیں مجھے ساتھ لئے جائیں امام
ڈھونڈھنے میں شہِ والا کو کدھر جاؤنگی
باپ سے چھوٹونگی غربت میں تو مرجاؤنگی

دیکھتی ہوں جسے پاتی ہوں مہیائے سفر　　قاسم و عون و محمد ہوں کہ بھیا اکبر
آج بابا کے بھی کچھ بدلے ہوئے ہیں تیور　　ابتک اتنا بھی نہ پوچھا کہ سکینہ ہے کدھر
غربت و بیکسی و یاس میں تڑپاتے ہیں
ہائے یہ کیا ہے کہ سب چھوڑے چلے جاتے ہیں

غم سے بیتاب ہیں ماں صفتِ مرغِ قفس　　منہ پھوپھی تکتی ہیں یوں جیسے کوئی ہو بیبس
چھوٹ کر سب سے جئیں کس کے سہارے بیکس　　کھائیے آپ ہی ہم لوگوں کی غربت پہ ترس
غم سے مرتی ہوں مرا دل نہ کڑھائیں للّٰہ
جبتک آئیں شہِ دیں آپ نہ جائیں للّٰہ

www.emarsiya.com

کم جو برچھی سے نہ تھے یہ سخن حضرت کے پاس
پھیر کر منہ کو بہت روئے جنابِ عباس
بولے شفقت سے کہ رو دلمیں نہ تم کچھ وسواس
اشک کیوں آنکھوں میں بھر آئے ہیں منہ کیوں ہے اداس
ابھی آئینگے کہیں دور نہیں جاتے ہیں
پانی ملتا ہے تو بی بی کے لئے لاتے ہیں

چپ وہ ناداں ہوئی سنکر یہ تسلی کے سخن
دلکو اک آس بندھی ہاتھ سے چھوڑا دامن
مل کے ایک ایک سے رخصت ہوئے سلطانِ زمن
غل ہوا لٹتا ہے جنگل میں محمدؐ کا چمن
آہیں مظلوں کی پردے کے ادھر تک آئیں
بیبیاں یاس سے تکتی ہوئی در تک آئیں

نکلے خیمے سے حسینؑ ابن علیؑ شاہِ انام
سر دبے ہوئے خم ہاتھ اٹھے بہر سلام
دل جو اس کوفت میں گریاں تھے کہ پیاسے ہیں امام
سب نے گویا بادب پیش کئے عمر کے جام
بیچ سے گذرے سلام رفقا لیتے ہوئے
بیٹھے رہوار پہ کوثر کی دعا دیتے ہوئے

باگ لی رن کی طرف اسپ سبک گام چلا
ساتھ آقا کے ہر اک مرد خوش انجام چلا
جانبِ دشتِ وغا لشکرِ اسلام چلا
قہر اللہ کا سوئے سپہ شام چلا
تپتے وادی میں شہِ صابر و شاکر پہونچے
پہلی منزل پہ وہ جنت کے مسافر پہونچے

ہر طرف چھائی ہوئی تھی سپہ ظلم شعار
شانے کٹتے تھے جو بڑھتی تھی پیادوں کی قطار
کشمکش تھی کہ پھر اسکتے تھے گھوڑا نہ سوار
چند جانباز ادھر ناصرِ شاہِ ابرار
وہ بھی ایسے کہ قوی تن بھی ہیں لاغر بھی ہیں

www.emarsiya.com

[illegible]

اُسطرف فوج میں ہوتا تھا برابر کڑکا — بیکسی شہ کی دلاتی تھی اِدھر جوشِ وغا
کیا نصیحت کا اثر گوش نہ جب کوئی شنوا — ہوئے خاموش اِدھر شاہ اُدھر طبل بجا
نہ خجل اپنی جگہ کوئی بھی بے شرم ہوا
تو وہ تیر آئے وہ بازارِ قضا گرم ہوا

سر فروشانِ وفا لیکے رضا جانے لگے — امتحاں گاہ میں جانبازیاں دکھلانے لگے
بھوک میں جسم پہ تلواروں کے پھل کھانے لگے — باغِ اسلام کے گل دشت میں مرجھانے لگے
آگیا دورِ خزاں رُخ جو ہوا نے بدلا
نقشہ ہستی کے مرقّعے کا قضا نے بدلا

جو رفیق آپ سے ہوتا تھا گلے مل کے جدا — باغِ جنت کی بشارت ہو یہ آتی تھی صدا
بڑھ کے رُتبے میں ہے سلطاں سے اسی در کا گدا — کچھ بس اب دور نہیں منزلِ قربِ خدا
دیکھنا نزع کے ہنگام علیؑ آئیں گے
راہبر منزلِ اول ہی سے لیجائیں گے

غم میں خوں روتے تھے احمدؐ کے گھرانے والے — شاد و مسرور تھے سب حلق کٹانے والے
کیا رفیق آج کے کیا اگلے زمانے والے — آگے پیچھے ہوئے سب خلق سے جانے والے
رہے جبتک وہ سلامت نہ وغا ختم ہوئی
ختم وہ لوگ ہوئے کیا کہ وفا ختم ہوئی

دو پسر ناصرِ شاہِ دو جہاں خوب لڑے — فوج میں ڈوب گئے سب تشنہ دہاں خوب لڑے
پیر بھی جھک کے جو پڑے مثلِ کماں خوب لڑے — جان پر کھیل گئے طفل و جواں خوب لڑے
جھیل کر ظلم ہر اک جاے اماں میں پہونچا

www.emarsiya.com

غل تھا جنت میں کہ آتا ہے حسینی لشکر   دوڑتے پھرتے تھے غلمان اِدھر اور اُدھر
تازہ مہمانوں کے آنے کی جو تھی گرم خبر   تھیں عجب شوق میں حوروں کی نگاہیں سوئے در
پھول خنداں تھے کنول دل کا کھلا جاتا تھا
اور سبزہ تو تواضع میں بچھا جاتا تھا

تیسرے فاقے سے مہماں ہیں یہ تھی عام خبر   ڈالیاں ہاتھوں پہ رکھے تھیں پئے نذر شجر
ذکر آتا تھا یہ جس دم کہ ہیں سب تشنہ جگر   جوش میں آکے اُبل پڑتا تھا حوضِ کوثر
اشک آنکھوں سے جو حیدرؑ کی ٹپک پڑتے تھے
چشمِ گریاں کی طرح جام چھلک پڑتے تھے

ناگہاں غل یہ ہوا حُر دلاور آیا   تازہ مہماں شہِ بیکس و بے پر آیا
جاں نثارِ خلفِ حیدرِ صفدر آیا   پیاس میں قتل ہوا تھا لبِ کوثر آیا
خوش و مسرور علیؑ پیش پیمبر لائے
ہاتھوں ہاتھ اسکو کس اعزاز سے جعفر لائے

پھر تو جو پہونچا عجب حال بنائے پہنچا   خون میں تا بقدم سر سے نہائے پہنچا
تیر سا کوئی جری ہاتھ کٹائے پہونچا   نوجواں کوئی سناں سینے پہ کھائے پہنچا
عیش بھولے ہوئے تھے عیش و مسرت والے
غم سے بیتاب تھے سب گلشنِ جنت والے

جو شہید آتا تھا ہو جاتا تھا اک حشر بپا   غمکدہ بن گئی تھی عیش و مسرت کی وہ جا
غنچے دلتنگ نظر آتے تھے ہنستا کیسا   سر کو ہر نخل سے ٹکرا رہی تھی بادِ صبا
غم سے مرجھا کے ہر اک شاخ جھکی جاتی تھی
پتے ہلتے تھے تو ماتم کی صدا آتی تھی

www.emarsiya.com

ایک حور اتنے میں کرتی ہوئی فریاد آئی　　خوں میں تر ہاتھوں پر اک ننھا سا بچہ لائی
کہتی تھی باغِ پیمبرؐ کی کلی مرجھائی　　ہائے معصوم نے کس سن میں یہ ایذا پائی
تیرِ غم سے دلِ ستارۂ شہدا زخمی ہے
منہ میں ننھا سا انگوٹھا ہے گلا زخمی ہے

دوڑ کر گود میں آہستہ سے زہراؑ نے لیا　　کہ نہ دکھ جائے کہیں زخم یہ تھا اندیشہ
باپ کی گود میں پہونچی تھی جو اسکو ایذا　　بچہ سہما ہوا دادی کی طرف تکتا تھا
زخم آلا تھا ابھی تیر سا چل جاتا تھا
جھونکا آتا تھا ہوا کا تو دہل جاتا تھا

ہو کے بیتاب یہ کہتی تھیں جنابِ زہراؑ　　یہ بھی کیا جا کے لڑا تھا جو اسے قتل کیا
جرم اس سے ہوا کیا کونسی تھی اسکی خطا　　چھ مہینے کا یہ بچہ ابھی کس قابل تھا
ایک اک پھول مرے باغ کا توڑا ہے ہے
کچی کلیوں کو بھی گلشن کی نہ چھوڑا ہے ہے

ظہر تک رہ گئے شبیرؑ جو تنہا رن میں　　پھر ہوئے بڑھ کے صف آرا طلبِ اعدا رن میں
پیاسا ہر ایک تھا پیاسے کے لہو کا رن میں　　جاں نثاروں میں بچا ایک نہ زندہ رن میں
دل بھی صدموں سے شکستہ ہے کمر کے ہمراہ
نور آنکھوں کا گیا نورِ نظر کے ہمراہ

ماہِ زہراؑ کے جو تھے گرد وہ ہالے نہ رہے　　خوں ارماں بھرے نازوں کے پالے نہ رہے
اب ہے اندھیر جہاں گیسوؤں والے نہ رہے　　کہئے ناسور کہ زخمِ جگر آلے نہ رہے
جان اک رہ گئی ہے تن سے جدا ہونے کو
آپ اب جاتے ہیں امت پہ فدا ہونے کو

www.emarsiya.com

بیکسی ساتھ ہے تنہائی و غربت ہمراہ — کلمۂ شکر ہے لب پر عوض نالہ و آہ
کیا شکایت کا سخن لائے زباں پر وہ شاہ — جسکی ہر حال میں ہو مرضیٔ خالق پہ نگاہ
سرخ غصے سے نہیں دیدۂ گریاں اب تک
صبر تھامے ہوئے ہے ہاتھوں سے داماں اب تک

ناگہاں غل یہ ہوا شاہِ انامؑ آپہونچے — ہاں خبردار کہ میداں میں امامؑ آپہونچے
جنگ کو بادشہ عرش مقام آپہونچے — موت کو دور نہ جانو کہ پیام آپہونچے
سامنا شیر سے حیدرؑ کے ہے ہشیار رہو
آخری جنگ کا ساماں ہے تیار رہو

یہ نہ سمجھو کہ ہزاروں میں اکیلا یہ ہے — یہ نہ جانو کہ کئی روز سے پیاسا یہ ہے
اب بھی اس فوج پہ بھاری تن تنہا یہ ہے — جمنے دیگا نہ قدم صف شکن ایسا یہ ہے
سہل ہے لڑکے سلاطیں سے حکومت لینا
مگر آساں نہیں شبیرؑ سے بیعت لینا

یہ پُرش دیکھ کے حضرتؑ نے فلک کو دیکھا — اُنکے انجامِ ستم پر بہت افسوس کیا
رحم چتون سے کبھی گاہ عیاں تھا غصا — لبِ خاموش سے گویا یہی آتی تھی صدا
نہیں ممکن ہے کہ اقرار اطاعت لے لو
لے سکو ہاتھ سے تلوار تو بیعت لے لو

سب پہ روشن ہے جہاں میں مری عالی نسبی — ہوں میں فخرِ دو جہاں ابن علیؑ سبط نبیؐ
ان رگوں میں ہے مری خونِ رسولِ عربی — بے وضو نام بھی لینا ہے مرا بے ادبی
دونوں عالم میں کسی کی یہ فضیلت بھی ہے

www.emarsiya.com

ہے ثمر میری ہی الفت کا گلستانِ جناں
ہیں کنیزوں کی کنیزیں مری حورانِ جناں
فخر کرتے ہیں غلامی پہ بھی غلمانِ جناں
فضلِ خالق سے ہوں سردارِ جوانانِ جناں
مجھ سے عالم میں کوئی افضل و برتر بھی ہے
جو کہا میں نے یہی قول پیمبرؐ بھی ہے

میں وہ ہوں جسکے مراتب ہیں زمانے پہ عیاں
میں وہ ہوں جسکی فضیلت کا ہے شاہد قرآں
میں وہ ہوں جسکو پیمبرؐ نے جتایا ہے زباں
یا وہی میں ہوں کہ دو روز سے پیاسا ہوں یہاں
سامنے اُنکے یہی ظلم جو مجھ پر ہوتے
تمکو کیا کہتے اگر آج پیمبر ہوتے

جو میں یہ کہتا ہوں واللہ نہیں اپنے لئے
گو عدو تم ہو مگر تم سے محبت ہے مجھے
چاہتا ہوں کہ بچالوں تمھیں گمراہی سے
نہ سیہ کار بنو ہاتھ ہو میں بھر کے
مجھ پہ کھینچو گے کمانوں کو تو پچھتاؤ گے
چھٹ گیا ہاتھ سے ناوک تو خطا پاؤ گے

کھینچ لی میں نے بھی جھنجلا کے اگر یہ تلوار
ہوگا تم سب کو سپر کا بھی اُٹھانا دشوار
نیزے تانو گے تو ہو جائیگا پھل سینے کے پار
ایک بپھرے ہوئے ضیغم سے ہے مشکل پیکار
کس سے آفاق میں اس ضرب کا لنگر اٹھا
تیغ گردن پہ دھری ہوگی اگر سر اُٹھا

مرے نوجوان بوڑھا ہوں کی سپاہی میں ایسے
سمجھو نصرت کا نشاں دستِ سپاہی میں ایسے
مان لو تیر قضا نیم نگاہی میں ایسے
جیتے ہم کرتے ہیں جرأت کی گواہی میں ایسے
جو تڑپ دیکھتے ہیں برق اسے کہتے ہیں

www.emarsiya.com

یہ بھی اس سے ہے کہ میراث میں پایا ہے اسے — ورنہ جز دوشِ علیؑ چین بھی آیا ہے اسے
سکے بٹھلائے ہیں جس وقت اٹھایا ہے اسے — نہیں چھوڑا ہے لگی پھر جو لگایا ہے اسے
بچ کے وہ جا نہ سکے تھے جو سزا کے قابل
تیغ اللہ کی تھی دستِ خدا کے قابل

اسکی ہمسر کوئی تلوار زمانے میں نہیں — سن نہ دو پوچھ نہ لو کہتے ہیں کیا روحِ امیں
روکے رہتے نہ اگر ضرب کا لنگر شہِ دیں — رہتی سالم نہ کوئی شاخِ سرِ گاوِ زمیں
قہرِ خالق کی طرح خلق پر آفت آتی
طبقِ خاک اُلٹ جاتا قیامت آتی

اسکا خم وہ ہے کہ جس سے کمرِ کفر جھکی — چشمِ اسلام میں ہے آب سے اس کی خُنکی
جب لگا یا تو چلی جب اسے روکا تو رُکی — یا تو وہ ضربِ گراں ہاتھ کی یا یہ سُبکی
رک گئی تیغ ملک غم نہ اُٹھانے پایا
پرِ جبریلؑ پہ چرکا بھی نہ آنے پایا

آج اسی طور سے قبضے میں ہے یہ میرے بھی — ہاتھ میں جس کے ہے وہی تیغ میں تیزی ہے و
پاس اسکا ہے کہ اُمت ہو مرے نانا کی — میں بھی آخر ہوں بشر صبر کی حد بھی ک
منہ پہ تیر آئیں تو چہرہ نہ بچاؤں کب تک
تمھیں منصف ہو نہیں ہاتھ اٹھاؤں کب تک

تم نے کیا کیا نہ کیے ظلم و جفا صبر کیا — پیاسے دنیا سے گئے سب پہ فقط صبر ک
خاک میں باغ عزیزوں کا ملا صبر کیا — دوپہر میں ہوئے سب مجھ سے جُدا صب

... نہیں

www.emarsiya.com

اب مرے قتل پہ آمادہ ہو کیا کرتے ہو / سچ ہی جانو غلطی پر ہو خطا کرتے ہو
اُسکو جانے دو کہ جس پر یہ جفا کرتے ہو / جس سے پوچھو گے کہے گا کہ برا کرتے ہو
ظلم ہے کون سے مذہب میں روا بتلا دو
قتل کرتے ہو اگر کوئی خطا بتلا دو

کہکے یہ چپ جو ہوئے شاہِ نصیحت گستر / اور آمادہ بیداد ہوا لشکرِ شر
سخت ہوں قلب تو ہو خاکِ ہدایت کا اثر / پڑ کے پتھر پہ اُچٹ جاتا ہے ناوک اکثر
دلِ آہن میں ضیا شمع کی کیا در آئے
تیر اک سمت سے اک سمت سے پتھر آئے

طالبِ رحم پہ ہونے لگی جب اور جفا / تیوریاں چڑھ گئیں صابر کو بھی غیظ آ ہی گیا
مڑ کے قبضے پہ نظر کی صفتِ شیرِ خدا / آستیں طیش میں کہنی تک اُلٹ کر یہ کہا
ایک بیکس پہ یہ افواج کی کثرت دیکھو
خیر ٹوٹے ہوئے بازو کی بھی قوت دیکھو

ساقیا جام بڑی دیر سے ہوں گرم کلام / ہو گئی ہے جو زباں خشک تو چلتا نہیں کلام
دیکھ اِدھر دیر سے جھک جھک کے میں کرتا ہوں سلام / حلق تر کر دے فقط اور نہ کچھ دے انعام
جوش میں معرکۂ دشتِ بلا پڑھنا ہے
آج دو روز کے پیاسے کی وغا پڑھنا ہے

یہ کدھر لیکے چلا جام اِدھر لا ساقی / مستحق مجھ سے سوا بھی ہے کوئی کیا ساقی
ایک مدت سے گدا ہوں ترے در کا ساقی / کہے دیتا ہوں کہ ہے دور یہ میرا ساقی
آج اگر حق تلفی ہو گئی میخانے میں
خون ہو جائیگا بادہ ابھی پیمانے میں

www.emarsiya.com

... پہ ذرا اُسکی ہے اس کو بھی چاہ
دونوں جانب جو نہ ہو جوش تو مشکل ہے نباہ
بزم میں لوگ ہیں سب طرح کے تو کر تو نگاہ
پی سکے گا نہ اسے آلِ نبیؐ کا بدخواہ
پاس کم ظرف کے پہونچی تو اُبل جائے گی
حلق تک جاتے ہی اُچھو میں نکل جائے گی

کبتک آخر یہ خوشامد ہو گلابی ڈھلکا
وہ بھی کم ہو گیا تھا نشہ جو ہلکا ہلکا
ہے طبیعت کے اُمنڈنے میں اثر با دل کا
دل بھر آیا یہ گرے اشک وہ ساغر چھلکا
جذب تو کھل ہی گیا شوق کے دیوانے کا
ظرف کیا دیکھنا ہے صبر کے پیمانے کا

سچ ہے ہاں سچ ہے ابھی بہنے ہی دے یہ ساغر
کیونکہ دکھلانا ہیں پیاسے کی وغا کے جوہر
وقت ہے تنگ توقف نہیں لازم دم بھر
خوف اسکا ہے کہ تلوار نہ چل جائے اُدھر
جوش میں نامِ وغا پر دلِ بے کیف آیا
نزدِ لشکر خلفِ صاحبِ لاسیف آیا

وہ بڑھی فوج وہ تیر آئے وہ تلوار کھنچی
وہ ہلی باگ وہ شمشیر شرر بار کھنچی
جھوم کر ابر چلا صاعقہ کردار کھنچی
ڈر سے تھرائے بدن جان سوِ نار کھنچی
نامناسب نہیں جتنا بھی بڑھا کر کہیے
شانِ اللہ کی اعجازِ پیمبرؐ کہیے

عرش سے بنکے جو آئی ہے یہ ہے وہ تلوار
یہ فرس صاحبِ دُلدُل کا ہے پیارا رہوار
ہے صدا صورِ سرافیل کی اُسکی جھنکار
فتنۂ حشر سے کچھ کم نہیں اس کی رفتار
تحلّتِ نفس کی خبر اہلِ حسد پاتے ہیں

www.emarsiya.com

یہی تیغ دوزباں جو ہر ذاتی میں ہے طاق
یہی مشہور ہے لا سیف میان آفاق
ایک گھوڑا ہے یہ اس عہد میں تا بیں عراق
ہم رکاب اسکا جو رف ہے تو ہے جسم براق

فرد وہ ہے جو زمانے میں تو یکتا یہ ہے
تیغ حیدرؑ کی وہ رہوار نبیؐ کا یہ ہے

وصف شمشیر و فرس ہو سکے کسطرح بیاں
ذہن ہے کند تو چلتی نہیں خامے کی زباں
دیکھ کر دونوں کو باہم یہی ہوتا ہے گماں
کہ بگولے میں ہے برکا لۂ آتش پنہاں

خاک جسمیں کہ برستی ہے وہ برسات یہ ہے
بجلی اب گرتی ہے آندھی میں نئی بات یہ ہے

خاک بھی اڑتی ہے اور بارشِ خونناب بھی ہے
ہر طرف باڑھ بھی دریا کی ہے سیلاب بھی ہے
مشتعل شعلہ جوالا بھی گرداب بھی ہے
ایک جا دیکھ لو آتش بھی ہے سیماب بھی ہے

دشمن کے لئے ہے امن نہ کمسن کے لئے
ساتھ ان دونوں کا اترا ہے اسی دن کے لئے

وہ ڈپٹ گھوڑے کی وہ صارم براں کی چمک
ایک کفت جو زمیں پر ہے تو اک سوئے فلک
کوندتے ہیں ہے وہ بجلی یہ تڑپنے میں سمک
صورت آب روانی میں نہیں دونوں کی شک

غرب میں قہر بپا ہے تو سوئے شرق بھی ہے
جسطرف برکا لگہ ہے ادھر برق بھی ہے

وہ گل اندام یہ گلگوں وہ ہے خوشتر یہ حسیں
وہ ہلال شب اول ہے تو یہ ماہ جبیں
اسکے قبضے میں فلک ہے یہ قدم اسکے زمیں
ایک جا دونوں ہیں اور پھر وہ کہیں ہے یہ کہیں

راہ خالق میں یہ کوشاں ہے تو ساعی وہ ہے
پرتو مہر یہ ہے خط شعاعی وہ ہے

www.emarsiya.com

آفتِ جاں اسے کہئے وہ اگر ہے قتال ‌ ‌ ‌ کوئی بسمل نظر آتا ہے تو کوئی پامال
دُور چلنے میں وہ ذہن شعرا ہے یہ خیال ‌ ‌ ‌ راہ تو ایک ہے لیکن ہے جدا دونوں کی چال
یہ زمانہ ہے یونہیں رنگ بدلنے کے لیئے
اُسطرف ہاتھ اِدھر پاؤں ہیں چلنے کے لیئے

وہ جو مائل سوئے پستی ہے تو یہ سوئے فراز ‌ ‌ ‌ صید کیو واسطے یہ شیر گرسنہ ہے وہ باز
زیور اُسکے لیے جوہر ہیں تو اسکے لیئے ساز ‌ ‌ ‌ ہے وہ ہمدم تو یہ دمساز شہنشاہ حجاز
ایک افسوں ہے کہ دو شکل سے چل جاتا ہے
وہ جہاں گرتی ہے یہ اُڑ کے نکل جاتا ہے

ابر شرمندہ جو اس سے تو خجل اُس سے ہے برق ‌ ‌ ‌ چور کرتا ہے یہ پیکر وہ گرا دیتی ہے فرق
غرب میں گر ہوں تو ہو خوف سے ہلچل تا شرق ‌ ‌ ‌ وہ نہاتی ہے لہو میں یہ پسینے میں ہے غرق
اُسکو کہتے ہیں گراں ضرب سبک خیز یہ ہے
خونفشاں وہ رہِ خالق میں عرق ریز یہ ہے

یہ بگولا ہے جو چلنے میں تو وہ موجِ صبا ‌ ‌ ‌ دوڑنے میں کبھی گرتی کبھی کٹتی ہے ہوا
مثل اسکا نہ کہیں ہے نہ ہے ثانی اُس کا ‌ ‌ ‌ کوئی چو رنگ ہوائی کوئی پامال ہوا
گھر کے بھرتا ہے فرس چوکڑی آہو کی طرح
تیغ چلتی ہے جھکائے ہوئے جادو کی طرح

انتہا کی جو وہ بیباک تو یہ ہے چالاک ‌ ‌ ‌ بحرِ نصرت کی شناور وہ ہے اور یہ پیراک
دل جو دہلے ہوئے اس سے تو جگر اُس سے ہیں چاک ‌ ‌ ‌ گل اُدھر کھلتے ہیں زخموں کے اِدھر اُڑتی ہے خاک
یہ سبک خیز ہے چلنے میں گراں تر وہ ہے
یہ نسیمِ سحری موجِ صرصر وہ ہے

www.emarsiya.com

اور دو ہاتھ اسی انداز کے اے تیغِ زباں
اشہبِ طبع بس اب مار لیا ہے میداں
وہ صفیں ٹوٹیں وہ اکھڑے قدمِ فوجِ گراں
ہٹ گئے منہ پھیر کے میدان سے وہ رودار جواں
پائے رفتار کو لرزے نے رسن سے جکڑا
موت سے بچ کے چلے خوف نے دامن پکڑا

آپ گو تھم گئے ہیں فوج کو دہشت ہے وہی
رک گیا شیر مگر شیر کی ہیبت ہے وہی
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے آفت ہے وہی
بدحواسی ہے وہی خوف کی حالت ہے وہی
آسماں دیکھتے ہیں اور نہ زمیں دیکھتے ہیں
بھاگے جاتے ہیں مگر پھر کے نہیں دیکھتے ہیں

تھی گرد اُڑا دامنِ صحرا اُلٹا
چرخ چکر میں پھنسا یوں کہ زمانا اُلٹا
فوج پسپا جو ہوئی جنگ کا نقشا اُلٹا
انقلاب آ گیا بہنے لگا دریا اُلٹا
پھنس گیا خوف کے طوفاں میں ہمت کا جہاز
غرق خشکی میں ہوا اہلِ شقاوت کا جہاز

لڑ کے کچھ دیر جو ٹھہرے تو ہوا ضعف سوا
زخمِ بازو سے نکالوں میں لہو اور بہا
سانس پھولی جو سوا پیاس کا شعلہ بھڑکا
پھونکے دیتی تھی بدن دشت کی وہ گرم ہوا
کبھی دامن سے ہوا دی کبھی سینا پونچھا
تیغ سے خون تو ماتھے سے پسینا پونچھا

آج پھر گرمیٔ عاشور کا بڑھتا ہے بیاں
الاماں کہتی ہے ہر مرتبہ گھبرا کے زباں
سانس لیتا ہوں تو اٹھتا ہے کلیجے سے دھواں
آبلوں کی ہے تپک دیدۂ گریاں سے عیاں
تا مژہ بہ کے روانی میں کہاں آتے ہیں
اشک آنکھوں ہی میں اب خشک ہوئے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

دھوپ وہ قہر کی تپنا وہ زمیں کا کہ پناہ   رنگ سبزے کا جھلس کر ہوا جاتا تھا سیاہ
لُو کے اٹھتے تھے زمیں سے کہ جل اٹھتی تھی گیاہ   موئے آتش زدہ تھا دھوپ میں ہر تارِ نگاہ
کہیں قطرہ جو پسینے کا ٹپک جاتا ہے
حجر گرم دھواں دے کے چٹک جاتا ہے

گرم ایسا تھا کہ پی سکتے تھے پانی نہ طیور   مشک تا تار سے بدلا تھا مزاج کافور
سخت دشوار تھا کھولے ہوئے پانی سے عبور   دل سے گرداب کے آنچ اٹھ رہی تھی شکلِ تنور
بسکہ دہکے ہوئے حدت سے بدن سارے تھے
منہ میں موتی نہ صدف کے کبھو انگارے تھے

منزلِ سخت ہر اک گام تھا وقتِ تک و دو   آبلے پائے تصور میں پڑے تھے سو سو
چادرِ شعلہ تھی خورشیدِ جہانتاب کی ضو   ذرّے مانندِ شرر اڑتے تھے دیتے ہوئے لو
شکلیں بن بن کے تغیر سے بگڑ جاتی تھیں
آگ دے دیتی تھیں شاخیں جو رگڑ جاتی تھیں

دشت کیں تھا کہ وہ نارِ شجر جلتے تھے   اڑ کے جانے میں پرِ مرغِ نظر جلتے تھے
نرم لوہا ہوا جاتا تھا حجر جلتے تھے   خود بخود شمع و چراغ آٹھ پہر جلتے تھے
تھی نہاں دامنِ شمشیر و پرِ تیر میں آگ
بڑھ کے ان سب سے لگی تھی دلِ شبیرؑ میں آگ

سر پہ وہ دھوپ کی تیزی وہ بلا کی گرمی   وہ تپش دشت کی وہ گرم ہوا کی گرمی
چرکے دیتی ہوئی آلاتِ وغا کی گرمی   پیاس کی بھوک کی ہجرِ رفقا کی گرمی
اتنے شعلوں میں کوئی سر نہ اٹھانے پایا
داغ بھی صبر کے دامن میں نہ آنے پایا

www.emarsiya.com

تھا یہی صبر کہ ضامن تھا یہ امن جہاں — پانی ہو جاتا تھا اُٹھتے ہی کلیجے سے دھواں
شکر بنجاتی تھی لب تک گر آتی تھی فغاں — تھا دبی آگ کی صورت اثرِ سوزِ نہاں
کیوں عذاب سقری حشر پہ بھی ٹل جاتا
اُف نکل جاتی زباں سے تو جہاں جل جاتا

آتش ضبط سے بھنکتا تھا دل اندر اندر — جز خدا جسکی بظاہر نہ کسی کو تھی خبر
لب تھے پابند سکوت آنکھ نہ تھی اشکوں سے تر — حیرتی اپنی جگہ دشت و جبل جن و بشر
کون تھا وہ جو نہ صابر کی ثنا کرتا تھا
انتہا ہے کہ مباہات خدا کرتا تھا

حال یہ دیکھ کے ابلیس نے سر پیٹ لیا — خاک اُڑائی کہ ہوئے جمع سب اُسکے رفقا
کہا کیوں آپ پریشاں ہیں یہ حال ہے کیا — دلکو کیا غم ہوا کس بات کا صدمہ پہنچا
کیوں یہ دہشت ہے ہوئی کونسی آفت برپا
ہو گی کیا آج ہی دنیا میں قیامت برپا

بولا ابلیس یہ دن کچھ ہے قیامت سے سوا — خون ہونے کو ہے آج اپنی تمناؤں کا
یہ جو مظلوم ہزاروں میں گھرا ہے تنہا — ہے یہ اک راہرو جادۂ تسلیم و رضا
بھوکا دو روز کا دو روز کا پیاسا یہ ہے
کلمہ گویوں کے پیمبرؐ کا نواسا یہ ہے

میرے کھینچے ہوئے نقشے یہ مٹا دیتا تھا — راہ پہ بھٹکے ہوؤں کو بھی لگا دیتا تھا
جب چراغ اپنی نصیحت کا جلا دیتا تھا — ہر سیہ خانے کو پُر نور بنا دیتا تھا
سایۂ رحمت معبود ہے دامن اس کا
یہ خدا دوست جو تھا میں ہوا دشمن اس کا

www.emarsiya.com

سب کو بہکا گیا جور و جفا پر مائل
طمع زر میں ہوئے نرم جو تھے سنگیں دل
تھا یہ مطلب کہ ہوں انجام سے اپنے غافل
جس سے گردش ہے جہاں گل ہو یہ شمع محفل
تا کہ آسانیٔ مقصد میں نہ پھر دقّت ہو
راہ دوزخ کی کھلے بند درِ جنّت ہو

مگر افسوس نتیجہ ہوا اس کا اُلٹا
روشنی ہو گئی افزوں جو اندھیرا چھایا
صبر اس بیکس و مظلوم نے اس درجہ کیا
آ گیا جوش میں دریائے کرم خالق کا
تازہ ساماں ہوا بخشش عصیاں کے لئے
کشتی ایک اور بنی حشر کے طوفاں کے لئے

زندگی میں تو ہدایت کا اثر تھا محدود
عام بخشش کا پس مرگ ہے ساماں موجود
کیونکہ فرماتا ہے بے قید خود اس کا معبود
حال پر اسکے جو رویا وہ نہ ہوگا مردود
دل مقصد عوض اشک عزا بخشوں گا
یعنی بے پرسش اعمال خطا بخشوں گا

سنکے یہ سب وہ پریشان ہوئے حد سے سوا
تو یہ ابلیس نے اُن سب کی تسلی کو کہا
کربلا اسکے سوا اور نہیں ہے چارا
یہ شہادت ہی نہ ہو ڈالدوں رخنہ ایسا
صبر باقی نہ رہے گا وہ اذیت ہوگی
نہ شہادت نہ گنہگاروں پہ رحمت ہوگی

کہکے یہ منہ کیا شیطاں نے سوئے چرخ بریں
اور یہ کی عرض کہ اے خالقِ افلاک و زمیں
صبر کا اس ترے بندے کے مقر میں تو نہیں
ہاں پلٹ جائے اگر آج رخِ مہرِ مبیں
دن یہ ہنگامہ محشر کے مقابل ہو جائے
تو یہ بے صبر بھی پھر صبر کا قائل ہو جائے

www.emarsiya.com

آئی آواز کہ شبیرؑ ہے فخرِ ایوب
اسکو ہے راہِ رضا کی ہر اک ایذا مرغوب
ہم اسکے محبوب ہیں ہم وہ ہے ہمارا محبوب
دیکھ لے تو بھی اگر ہے یہی تجھکو مطلوب
جوہرِ صبر و رضا اور دکھائیگا حسینؑ
جل بھی جائیگا تو اُف لب پہ نہ لائیگا حسینؑ

مومنو ہو گئی تو تازہ قیامت برپا
رُخ بھیرا بھڑکا کیا آگ کا شعلہ بھڑکا
ذاتِ اقدس پہ شعاعوں نے ہجوم آکے کیا
بھاپ اٹھی جسم سے ہر زخم دھواں دینے لگا
جل ہوئی خشک پسینے سے جبیں نم ہو کر
قطرہ ایک ایک اڑا قطرہ شبنم ہو کر

اک تلاطم ہوا یہ دیکھ کے عالم میں بپا
تھے ہر اک چیز سے آثارِ قیامت پیدا
بیقراری کا اثر ماہ سے ماہی تک تھا
خوف تھا تختہ گیتی کے اُلٹ جانے کا
طبق عرصۂ کیں تا بہ سمک ہلنے لگا
تھر تھرانے جو لگے قطب فلک ہلنے لگا

دم بہ دم تا بہ دہن لاتے تھے صور اسرافیل
قبض ارواح پہ مائل تھا دلِ عزرائیل
تھے نہیں بیتاب مگر سب سے سوا تھے جبریلؑ
نہ ہوا ضبط تو کی عرض کہ اے ربِّ جلیل
مرے محبوب کی آنکھوں کا اجالا ہے حسینؑ
بچپنے سے مرے آغوش کا پالا ہے حسینؑ

آج کیا کیا ہوئی سیّد پہ نہ بیداد و جفا
رفقا قتل ہوئے داغ عزیزوں کا ہوا
انتہا ہے چھ مہینے کا بھی بچہ نہ بچا
درد زخموں کا جدا ضعف کی تکلیف جدا
پیاس میں دھوپ کی شدت نہیں دیکھی جاتی
اب تو آنکھوں سے یہ حالت نہیں دیکھی جاتی

www.emarsiya.com

میں ہوں اک خادم دیرینہ یہ مخدوم مرا — جالے بچپن میں کئی بار جھلایا جھولا
ہو اجازت تو کروں جالے پردں کا سایا — آئی آواز کہ مانع نہیں ہم شوق سے جا
بخوشی ہمکو ہے مظلوم کی نصرت منظور
ہاں بشرطیکہ اُسے بھی ہو یہ خدمت منظور

اذن یہ پاتے ہی جبریل سوِ مقتل آئے — سر مظلوم پہ بالائے ہوا پر پھیلائے
دھوپ رکنے جو لگی دیکھ کے حضرت چلائے — امتحاں صبر کا ہے جلد ہٹو فرق نہ آئے
منزل عشق کی تکلیف ہے راحت مجھ کو
دھوپ اسوقت کی ہے سایۂ رحمت مجھ کو

ہو کے مجبور ہٹے روتے ہوئے روح امیں — لگا ابر سے خورشید کی کرنیں چھوٹیں
ہو گئی تابہ آہن سے سوا گرم زمیں — عرصۂ حشر نظر آنے لگا عرصۂ کیں
بے زبانوں میں بھی تھا شورِ تکلم پیدا
پانی کھولا ہوا دریا میں تلاطم پیدا

بسکہ راضی برضا تھا وہ نبیؐ کا جانی — دل سے مرغوب ہر اک قسم کی تھی قربانی
استخوانوں میں ہوا مغز پگھل کر پانی — ہو گئی اور سوا پیاس کی بھی طغیانی
در ارادوں کے امیدوں سے سوا کھول دیے
شوق تکلیف بڑھا بند قبا کھول دیے

غیب سے آئی یہ ابلیس کو اسوقت ندا — صبر تو نے مرے شبیرؑ کا اب تو دیکھا
سنکے یہ دلمیں پشیمان وہ مردود ہوا — سر خجالت سے جھکائے ہوئے مایوس چلا
پھر ہوئے چرخ بریں مہر نے منہ پھیر لیا
آکے کل فوج نے حضرت کو ادھر گھیر لیا

www.emarsiya.com

جب یہاں بڑھ چکا تھا شوقِ لقائے باری — جنگ کے بدلے شہادت کی ہوئی تیاری
جان سے بڑھ کے جو تھی نانا کی اُمت پیاری — تیغ کی میان میں دیکھا سوئے فوجِ ناری
ڈر سے جو دُور کھڑے تھے وہ قریب آنے لگے
شوق سے نیزہ و شمشیر و تبر کھانے لگے

سر پہ تلوار جو چمکی تو کہا بسم اللہ — زخم منہ پر جو لگا دل سے کیا شکر اللہ
قلب پر تیر پڑا بولے کہ انا للہ — یہ سلوک اپنے نبی زادے سے اے اعدا اللہ
پسلیاں توڑ کے جب نیزہ کہیں در آئے
سجدۂ شکر ادا کرنے زمیں پر آئے

تھی قیامت کی وہ ساعت تو غضب کا ہنگام — خاک پر خون میں غلطاں تھے شہِ عرش مقام
سر پہ تھا تیغ بکف تشنۂ خوں لشکرِ شام — اُس طرف گھر میں ہمشیرؑ کے بپا تھا کہرام
سر کو ہر بی بی درِ خیمہ سے ٹکراتی تھی
دشت تک نالۂ زینب کی صدا آتی تھی

ناگہاں طفلِ حسین خیمہ سے باہر نکلا — شاہ چلائے نہ زینب اسے آنے دینا
خون کا جوش تھا روکے سے وہ کیا رک سکتا — مچلا اس طرح کہ سیدانیوں سے چھوٹ گیا
یہ کمی فردِ شہیداں میں رہی جاتی تھی
موت مقتل کی طرف کھینچے لئے آتی تھی

بندے کانوں کے جو ہلتے تھے اِدھر اور اُدھر — اضطرابِ دلِ معصوم کی دیتے تھے خبر
پیاس کا سوکھے ہوئے ہونٹوں سے ظاہر تھا اثر — آ گیا نزدِ حسینؑ آہ حسنؑ کا دلبر
گورے مکھڑے سے قمر چرخ پہ شرما جائے
بھولی صورت وہ کہ جو دیکھے پیار آ جائے

کبھی گھبرا کے اِدھر گاہ اُدھر تکتا تھا — دیکھ کر شہ کو سوئے لشکرِ شر تکتا تھا
موم ہو جاتے تھے پتھر وہ جدھر تکتا تھا — اُسکو حیرت سے ہر اک سخت جگر تکتا تھا

www.emarsiya.com

سن یہ تھا منہ سے ابھی دُودھ کی بو آتی تھی
موت بھی شکل دکھاتے ہوئے شرماتی تھی

دل نہ رکھتا تھا مگر ابجر کعب بد بیں | تول کر تیغ بڑھا جانب شاہ مشرقین
ظلم یہ دیکھ کے کہنے لگا وہ طفل حسینؑ | قتل کر ڈالے گا کیا تو مرے عمو کو لعین
منفعل اسپہ بھی کچھ دل میں ستمگر نہ ہوا
کوہ تھرانے لگے موم وہ پتھر نہ ہوا

بڑھ کے ظالم نے کیا سید مظلوم پہ وار | ہاتھ معصوم نے جلدی سے اُٹھایا یکبار
بچہ کیا جانے کہ رُکتی ہے سپر پر تلوار | آ کے اُس نرم کلائی سے ملی تیغ کی دھار
استخواں قطع ہوا ہاتھ وہیں جھول گیا
ہر ملک چرخ پہ تسبیح خدا بھول گیا

اتنی سی جان پہ ہیہات یہ ایذا جانکاہ | اے چچا کہکے تڑپنے لگا وہ غیرت ماہ
لیکے آغوش میں شبیرؑ نے کھینچی اک آہ | رو کے فرمانے لگے صبر کرو اے نور نگاہ
تو ابھی گلشن جنت میں پہونچ جائے گا
باپ کے پاس اسی ساعت میں پہونچ جائیگا

بھول سے جسم میں وہ خون ہی کتنا ہوگا | بھوکا رہا پیاس میں دو دن کہ جو کچھ دکھ
جو بچا اس سے بھی وہ زخم سے کھنچ کھنچ کے بہا | پتلیاں پھر گئیں منہ زرد بدن سرد ہوا
مرتے مرتے یہ ملا داغ شہ بے پر کو
آ کے جنت سے حسنؑ لے گئے اُس دلبر کو

زرد کیا کہوں بعد اسکے جو کچھ ظلم ہوا | شاہ سجدے میں جھکے تیغ بکف شمر بڑھا
آندھیاں چلنے لگیں خون فلک سے برسا | عصر کے وقت ہوا خاتمۂ آلِ عبا
قبر یثرب میں پیمبرؐ کی بھی تھرانے لگی
نوحۂ فاطمۂ زہرا کی صدا آنے لگی